روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲-۷۷ | اتوار - ۲۹ شوال ۱۴۱۲ھ - ۳ ہجرت ۱۳۷۱ہش - ۳ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۰۲

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع

ربوہ: ۲ مئی ۱۹۹۲ء - ۱۰ بجے صبح۔ محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب نے جو رپورٹ ارسال فرمائی ہے وہ ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج طبیعت اتنی بہتر ہو چکی ہے کہ میاں صاحب کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ اب اللہ کے فضل سے مکمل طور پر MOBILIZE کیا جا چکا ہے چلتے ہوئے سانس نہیں چڑھتا۔ نبض کی رفتار نارمل (۷۲ فی منٹ) اور بلڈ پریشر نارمل ہے"

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کا سفرِ آخرت

اسلامی اور عیسوی تقویم کے مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۹۲ء کی شب ختم ہو چکی تھی اور ۳۔ اپریل جمعۃ الوداع کا دن طلوع ہو رہا تھا۔ ۱۲ بج کر چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

آپ چند ماہ سے علیل اور سینٹ جارجز ہسپتال ٹوٹنگ لندن میں زیر علاج تھیں۔ جہاں جتنی انسانی کوششیں ممکن تھیں کی جا چکی تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ سو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

رحلت کی یہ افسوسناک خبر فوری طور پر اکناف عالم میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت کے ممبران کو مختلف ذرائع مواصلات کے ذریعہ پہنچا دی گئی۔ اکثر احباب خبر سنتے ہی دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے اور غم کی مجسم تصویر بنے بیت الفضل لندن میں اکٹھے ہوتے گئے۔

حضور اقدس اس سانحہ عظیم سے کچھ دیر قبل ہی حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی عیادت کر کے ہسپتال سے واپس لوٹے تھے، لیکن ۱۲ بجے کے لگ بھگ تشویشناک صورتحال کی اطلاع پاتے ہی اپنی بچیوں کے ہمراہ دوبارہ ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ وہ گیٹ پر لفٹ کے سامنے انتظار کر رہے ہیں جس سے حضور اقدس سمجھ گئے کہ تقدیر الٰہی جاری ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپ نے بچیوں کو سمجھایا کہ اگر ان کی والدہ کی حالت تشویشناک ہوتی تو ڈاکٹر صاحب بستر کا پہلو ہرگز نہ چھوڑتے۔ یہ وفات کی علامت ہے۔ بس اب صبر اور امتحان کا وقت آن پہنچا ہے۔ اس لئے بچیوں سے فرمایا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم صبر کرو گی اور یہ کہ اب ہم وہی کریں گے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جس کی تلقین ایسے وقتوں میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا ۲۱۔ جنوری ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں۔ اس طرح آپ کی عمر مبارک تقریباً ۵۶ سال دو ماہ بنتی ہے۔ آپ مکرم محترم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی تھیں اور اس طرح سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ کی سلامتی ہمیشہ آپ پر نازل ہو) کی پڑپوتی بنتی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیدہ امۃ السلام صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔

دسمبر ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے قریب آپ کی شادی سیدنا حضرت فضل عمر کے صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ہوئی، جن کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۲ء میں منصب امامت پر متمکن فرمایا۔ اس طرح حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے ۳۵ سال کا عرصہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زوجیت اور رفاقت میں گذارا۔

زندگی کے آخری ۱۰ سال امام وقت کی اہلیہ کی حیثیت سے آپ نے اپنے ذاتی آرام، آسائشوں اور خواہشات کی قربانی دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کی والہانہ خدمات کی انجام دہی میں بسر کئے اور حضور اقدس کے ساتھ قدم بقدم خدمت سلسلہ میں بھرپور حصہ لیا۔ بالخصوص حضور اقدس کی لندن تشریف آوری کے بعد جماعت احمدیہ عالمگیر کی مستورات سے مشفقانہ رابطہ اور ان کی تربیت کا فریضہ جس محبت، لگن اور حسن اسلوب سے سرانجام دیا وہ کبھی آپ کی یاد کو احمدی خواتین کے دل سے محو نہ کر سکے گا۔

آپ کا وصال ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے جس کی وجہ سے جماعت کا ہر مرد و زن، بچہ بوڑھا مغموم و محزون ہے لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور (ہم خدا کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کے وسیع اور پُر معارف معنی کو بزبان مبارک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پا چکے ہیں کہ

"جانے والا وجود تو اسی کی طرف لوٹ کر چلا گیا جس کا تھا اور جس کی طرف جانا تھا۔ ہم بھی اسی کے ہیں اس لئے اس کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے اور اپنے بقیہ ایام اسی کے لئے، اسی کی خوشنودی اور ہدایت کے مطابق گذاریں گے۔ جس کے ہیں اور جس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

سیدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت شادی سے قبل ہی مل چکی تھی کہ

"تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

چنانچہ آپ کی وفات پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"روزمرہ کے رہن سہن کے معیار کے حساب سے بعض ذہنی اور معاشرتی اختلافات کے باوجود اپنے بلند معیار زندگی کو ترک کرتے ہوئے ایک واقف زندگی کے ساتھ بڑے صبر کے ساتھ وقت گذارا۔ کبھی بوجھ نہیں ڈالا اور نہ کسی ایسی چیز کی خواہش کی جو میں انہیں دے نہیں سکتا تھا۔"

پھر فرمایا

"میں نے ان کی شدید بیماری کے پیش نظر تاریخی جلسہ قادیان پر جانے کا فیصلہ ان پر چھوڑ دیا تھا۔ مگر انہوں نے اپنی شدید علالت پِتّے کے کینسر (CANCER) کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس تاریخی سفر اور جلسہ پر جانے کا فیصلہ فرما کر میرے لئے اور ہم سب کے لئے اس تاریخی جلسہ کو ممکن بنایا اس لحاظ سے ہمارے تمام کاموں میں شرکت کرتی رہیں۔ ان کا یہ احسان مجھ پر ہمیشہ رہے گا۔"

شاید آپ کی اس عظیم قربانی کے باعث ہی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر حضرت بیگم صاحبہ کو ترکِ وطن کے دوران وفات کی سعادت عظیم نصیب کر گئی۔ اور جس کو یہ سعادت نصیب ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم خوشخبری ہے کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود اس کے اجر کا ضامن ہے۔ چنانچہ فرمایا

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اسے موت آ جائے تو سمجھو کہ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو چکا اور اللہ بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

الغرض سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۳۵ سالہ رفاقت اس بات کی شاہد ہے کہ انہوں نے ایک فقیر منش واقف زندگی، فعّال خادم سلسلہ اور شب و روز دین حق کی حفاظت و اشاعت نیز انسانیت کے دکھ اور درد دور کرنے میں کوشاں رہنے والے حضرت امام جماعت احمدیہ کے ساتھ نہایت خلوص پیار، صبر و رضا اور عملی تعاون سے لبریز زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا جسد اطہر جمعۃ الوداع کے روز ہی ہسپتال سے بیت الفضل لندن پہنچ چکا تھا۔ جسے جماعت کے گیسٹ ہاؤس میں رکھا گیا اور جہاں ہزارہا سوگوار احمدی خواتین نے رات گئے تک چہرہ مبارک کا دیدار کیا۔ اگلے روز یعنی مورخہ ۴ اپریل ۱۹۹۲ء جنازہ کو صبح ۱۰ بجے کے قریب محمود ہال میں لا کر رکھ دیا گیا۔ جہاں خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے علاوہ دُور دُور

باقی ص ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۔ ۳۔ مئی ۱۹۹۲ء

توکّل کی ماہیت

الفاظ کے معنے آتے بھی ہوں تو ضروری نہیں کہ ہر شخص ان کی ماہیت اور مختلف پہلوؤں سے ان کی کیفیت سے واقف ہو۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے یہ صرف معانی پر اپنی بنیاد نہیں رکھتی بلکہ الفاظ کے استعمال اور موقع و محل کے مطابق ان کی بدلتی ہوئی کیفیات سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔ یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ تشبیہات اور استعارے کس قدر اہم ہیں اور عبارت کو کتنا خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق الفاظ کے صرف معانی سے نہیں ہوتا بلکہ یہ اس سے بہت آگے تک چلے جاتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ چہرے کو گلاب کا پھول کہیں تو چہرے سے گلاب کی پتیاں نہیں توڑی جا سکتیں۔ ٹھوڑی میں جو ہلکا سا گڑھا پڑتا ہے (جس کے بھی پڑتا ہے۔ سب کے تو نہیں) اسے چاہِ ذقن کہتے ہیں۔ لیکن اسے کنواں سمجھ کر وہاں سے پانی کی امید تو نہیں آ سکتی۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ زبان کے الفاظ کی پوری ماہیت سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہاں جس لفظ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے وہ ہے توکّل۔ بظاہر تو توکّل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کام بنا دے گا۔ اپنے دل سے بوجھ اتار کر۔ یا اپنے کندھوں سے ذمہ داری اٹھا کر خدا پر ڈال دی۔ ٹھیک ہے توکّل کے عام معنی تو یہی ہیں۔ لیکن وہ جو گھٹنا باندھنے والی بات ہے یعنی اونٹ کو باہر توکّل کی بناء پر چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اس کا گھٹنا باندھنا بھی ضروری ہے۔ اور حقیقی توکّل شروع ہی اس وقت سے ہوتا ہے۔ جب اونٹ کا گھٹنا باندھ دیا جاتا ہے۔ یہ توکّل کے صرف لغوی معنوں سے تعلق رکھنے والی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس لفظ کی ماہیت اور اس نظریئے سے اس کی کیفیت کا اظہار ہے۔

پس ہمیں الفاظ کے معانی پر بھی غور کرنا چاہیئے اور ان کے مختلف زاویوں سے بدلتی ہوئی کیفیات پر بھی۔ توکل نہائت ضروری ہے۔ توکل کے بغیر اللہ تعالےٰ پر ایمان ادھورا رہ جاتا ہے۔ لیکن توکل ہی کے سلسلہ میں جو ہماری اپنی ذمہ داریاں ہیں ان کا پورا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا یہ کہنا کہ ہم نے یہ کام خدا تعالےٰ کے سپرد کر دیا۔ اب وہی اس کی دیکھ بھال کرے گا۔

اس کی ترتیب میں ہے سب کا ہاتھ
سارے قاری مدیر ہیں اس کے
اپنا الفضل ہے عجیب الفضل
"فین" خرد و کبیر ہیں اس کے

ابو الاقبال

ہوتی ہے سرِ راہ ملاقات کسی سے
مل جاتی ہے تسکین کی سوغات کسی سے

گو میرے سفر میں کوئی حائل نہیں ہوتا
ہر گام پہ کھاتا ہوں میں مات کسی سے

ڈوبے ہوئے سورج کی جو کرتے ہو پرستش
تبدیل نہ ہو پائے گی یہ رات کسی سے

دے پائے گا کوئی نہ کسی شخص کو راحت
ہو گی نہ کبھی دفعِ بلیّات کسی سے

میں تیری طرف دیکھ کے چپ رہتا ہوں اکثر
وابستہ نہیں میرے مفادات کسی سے

اللہ کا گھر گر کے بھی ہو جاتا ہے تعمیر
اجڑے ہوئے، بستے ہیں، خرابات کسی سے؟

وہ اپنے سنگھاسن کو سنبھالیں تو بہت ہے
درویشوں کی ٹلتی ہے بھلا بات کسی سے

میرا یہ تشخص ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
پوچھی ہی نہیں میں نے کبھی ذات کسی سے

میں اپنے خلاؤں میں بہت گھوم چکا ہوں
مجھ ایسوں کے ملتے نہیں حالات کسی سے

تو اپنے ارادوں کی نسیم آپ ہے مہمیز
مانگے کے بھی ملتے ہیں کمالات کسی سے؟

نسیم سیفی

دعا بہترین ہمدردی ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہے اوّل جسمانی۔ دوم مالی۔ تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے۔ جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے۔ اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔۔۔ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

عرفانِ الٰہی ایک ایسا اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی ضرورت سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ایک کو اس کی ضرورت ہے بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ لطف اور سرور حاصل نہیں ہوتا۔ جو ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے (۔) صدقہ و خیرات کرتے۔ دعائیں مانگتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس درجہ کو نہیں پہنچتے۔ کہ لذت اور سرور حاصل ہو سکے۔ ایسے لوگ التجا کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسے گر بتا دیئے جائیں۔ جن کے ذریعہ عرفانِ الٰہی حاصل ہو سکے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک ایسا ضروری امر ہے کہ انسان کی پیدائش ہی اسی لئے ہوئی ہے۔ اور دوسری مخلوق اور انسان میں فرق ہی یہ ہے کہ انسان کو عرفانِ الٰہی حاصل کرنے کی طاقت حاصل ہے اور دوسری مخلوق کو نہیں۔ اور اگر یہ انسان کو حاصل نہ ہو تو پھر وہ بہائم سے بدتر ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو طاقت نہیں دی جاتی۔ اس لئے وہ اس کے حاصل نہ کرنے میں معذور ہیں۔ لیکن اس کو طاقت دی جاتی ہے۔ جس سے یہ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ تو عرفانِ الٰہی ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ ہماری جماعت میں اس بات کی تڑپ پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو جائے اور جسم کے ذرّے ذرّے میں خدا تعالیٰ کی جلوہ گری ہو۔ مگر باوجود اس سچی تڑپ کے انہیں یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اور وہ شکایت ہی کرتے رہتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہیں جو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتے اور دلوں میں بہت سا وقت اسی میں صرف کرتے ہیں کہ خدا مل جائے۔ مگر پھر بھی اُن کا مدّعا حاصل نہیں ہوتا اور باوجود کوشش اور سعی کے انہیں اُن کا محبوب نہیں ملتا۔ ان پر عرفانِ الٰہی کے دروازے کھولے نہیں جاتے۔ اُن کے اور محبوب کے درمیان دیوار حائل ہی رہتی ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے ذرائع اور طریق ہیں۔ جن سے روک دُور ہو سکتی ہے اور مدّعا حاصل ہو سکتا ہے۔ ان کوششوں اور محنتوں کے بعد بہت سے لوگ جن کو خدا نہیں ملتا بالکل مایوس ہو جاتے اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں۔ اور یا تو وہ خدا کے ملنے کے لئے تڑپتے اور کوشش کرتے تھے۔ یا اس کے بالکل ہی منکر ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بتلایا گیا تھا۔ کہ (دینِ حق) کی تعلیم پر عمل کر کے تم خدا کو پا سکتے ہو۔ ہم نے اپنی طرف سے اس پر عمل کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور جس قدر ہماری طاقت میں تھا۔ ہم نے کوشش کی۔ مگر ہمیں خدا نہیں ملا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کوئی ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اگر ہوتا تو ضرور ملتا۔

غرض بہت لوگ خواہش رکھتے ہیں کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کی معرفت انہیں حاصل ہو جائے۔ راتوں کو جاگتے روتے اور تڑپتے ہیں۔ دن میں ان کی حالت اس ماں کی طرح ہوتی ہے۔ جس کا اکلوتا بچہ بچھڑا ہوتا ہے۔ وہ گویا انگاروں پر لوٹ رہے ہوتے ہیں مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ کی معرفت اور عرفان انہیں حاصل نہیں ہوتا۔ اب سوال ہوتا ہے کہ یا تو اس قدر سعی اور کوشش کے ہوتے ہوئے خدا کے نہ ملنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں۔ اور اگر ہے تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ پھر اس کے پانے کا کوئی طریق ہی نہیں۔ لیکن یہ دونوں خیال باطل اور دونوں باتیں غلط ہیں۔ دراصل ہر ایک چیز کے پانے اور اس کے ملنے کی خاص ترکیبیں ہوتی ہیں۔ اور جب تک اُن کو استعمال نہ کیا جائے۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ بیشتر اس کے کہ میں تفصیل کے ساتھ ان ترکیبوں کو بیان کر دوں جن کے ذریعہ خدا حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ عرفانِ الٰہی اور معرفت الٰہی کے معنی کیا ہیں۔ یوں تو بہت لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہوتی لیکن وہ جانتے نہیں کہ معرفت الٰہی ہوتی کیا ہے۔ انہوں نے باپ دادا سے ان الفاظ کو سُنا ہوا ہے۔ مگر ان کا اصل مطلب اور معنی نہیں سمجھتے۔ اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے کیا معنی ہیں۔

عرفان اور معرفت عربی کے لفظ ہیں جو قریباً قریباً علم کے مترادف ہیں۔ مگر علم اور ان میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ علم میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ بغیر کوشش اور تدبیر کے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر عرفان غور اور فکر سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور گو علم کا لفظ عرفان کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر عرفان کے معنوں میں یہ شرط پائی جاتی ہے۔ کہ غور اور فکر کے بعد حاصل ہو۔ گویا ان میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ علم عام ہے اور عرفان خاص۔ اسی لئے عربی کے محاورہ کے ماتحت یہ تو کہتے ہیں کہ (۔) بندہ نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ مگر یہ نہیں کہتے کہ (۔) اللہ نے بندہ کو پہچان لیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا کو کسی فکر اور غور کی ضرورت نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے علم کے متعلق عرفان کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ بلکہ یہ بندہ کے علم کے متعلق ہی بولا جاتا ہے۔

تو عرفان کے معنی یہ ہوئے کہ فکر، غور اور تدبّر کے بعد انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا علم حاصل ہو۔ اور وہ اپنے ربّ کو پہچان لے۔ پہچاننے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ باتیں جو کسی میں خاص طور پر پائی جاتی ہیں اور دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے اس کی شناخت کرے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ زید نے بکر کو پہچان لیا۔ تو اس کا یہی مطلب ہوگا۔ کہ وہ باتیں جو خاص بکر میں پائی جاتی تھیں اور دوسروں میں نہیں۔ ان کے ذریعہ سے اس نے بکر کو مشخص کر لیا کہ فلاں شخص بکر ہے۔ اسی طرح عرفانِ الٰہی کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ بندہ نے خدا تعالیٰ کی جو صفات آسمانی کتاب میں پڑھیں اور معلوم کی ہیں کہ خدا ایسا رحیم و کریم ہے۔ ایسا ستّار و غفّار ہے۔ اس کو ایک ایسی ہستی مل جاوے کہ جس میں وہ صفات پائی جاتی ہوں۔ اور وہ اُن صفات کا مشاہدہ کر لے۔ ورنہ عرفان کے یہ معنی نہیں کہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ خدا رحیم کریم اور رحمٰن ہے۔ کیونکہ یہ تو ہر (۔) جانتا ہی ہے۔ اور اگر یہی عرفان ہوتا۔ تو اور زیادہ عرفان حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہتی اور خدا تعالیٰ کی مختلف صفات جو قرآن اور حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کو معلوم کر کے ہر ایک انسان عارف کہلا سکتا۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ سب لوگ مانتے ہیں کہ خدا ربّ ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ خدا رحیم ہے۔ وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا کریم ہے۔ حفیظ ہے مہیمن ہے۔ مگر ان کو عارف باللہ نہیں کہا جاتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محض خدا تعالیٰ کی صفات کو جان لینے سے کوئی انسان عارف نہیں ہو سکتا۔ دراصل عارف باللہ وہ ہوتا ہے جو خدا کو پہچان لیتا ہے اور اس پہچاننے کی تشریح یہ ہے کہ اس میں جو باتیں ایسی ہیں جو اور کسی ہستی میں نہیں پائی جاتیں۔ ان کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سُنا ہو کہ زید کی شکل ایسی ہے۔ اس کی عادات ایسی ہیں۔ اس کی صفات ایسی ہیں۔ اس کا قد اتنا ہے۔ وہ کپڑے اس طرح کے پہنا کرتا ہے۔ اب وہ کسی جگہ ان خصوصیات کا آدمی دیکھے اور ان خصوصیات کا خیال کر کے سمجھ لے۔ کہ یہ زید ہے۔ تو کہیں گے کہ اس نے زید کو پہچان لیا۔ اسی طرح عرفانِ الٰہی کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل ہونے کے بعد انسان کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ صفات جو ایک ہستی میں بتائی جاتی ہیں۔ وہ فلاں ہے۔ ایسا انسان صرف یہی نہیں جانتا۔ کہ ایک ہستی مُحی ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسی ہستی کو پا لیتا ہے اور مشاہدہ کر لیتا ہے کہ واقعی یہی مُحی ہے تو عرفان کے یہ معنی ہیں کہ جو باتیں سُنی ہوئی ہیں۔ ان کو کسی ہستی میں پا لیا جائے۔ اور معلوم ہو جائے کہ یہی وہ ہے جس کی فلاں فلاں صفات ہیں۔ مگر افسوس کہ بہت لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ کہ عرفان کیا ہے۔ اور وہ یونہی سُنے ہوئے الفاظ کو سامنے رکھ کر روتے اور چلّاتے ہیں کہ ہمیں عرفان حاصل ہو جائے۔ ان سے اگر پوچھا جائے تو ۹۹ فیصدی نہیں۔ بلکہ ہزار میں سے ۹۹۹ کچھ بھی نہیں بتا سکیں گے۔ ان کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسا کہ رات کے اندھیرے میں کوئی شخص ہاتھ پاؤں مارے اور کچھ تلاش کرے لیکن اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں کیا تلاش کرتا ہوں۔ اب اگر اسے وہ چیز مل بھی جائے۔ جس کا اس نے صرف نام سنا ہوا ہے اور نہیں جانتا کہ اس میں کیا باتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کی کیا صفات ہیں۔ اور وہ کس طرح کی ہے۔ تو اسے پہچان ہی نہیں سکے گا۔ اور اس کو پھینک کر پھر اپنی تلاش کو جاری کرے گا۔ مثلاً ایک شخص کہے کہ مجھے زید سے ملنا ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ زید کہاں رہتا ہے۔ اس کی کیسی شکل ہے۔ کیسی عادات ہیں۔ اب اگر اسے زید کہیں مل بھی جائے تو اس کے پاس سے گذر جائے گا۔ اور اسے پہچان ہی نہیں سکے گا۔ اسی طرح وہ انسان جو عرفان الٰہی کے متعلق جانتے ہی نہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ اوّل تو وہ اس بات کے مستحق ہی نہیں کہ انہیں عرفانِ الٰہی حاصل ہو۔ اور خدا ملے۔ لیکن اگر کسی طرح وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ بھی کر لیں تو انہیں کیا معلوم ہو سکے گا۔ اور وہ اس ذات کو دیکھتے ہوئے بے پہچانے آگے گذر جائیں

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

س۔ بڑی عمر کی خواتین کو دینی علوم سے روشناس کرانے کے لئے دعوت الی اللہ کلاس کا افتتاح کب ہوا؟

ج۔ ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء کو ربوہ میں بڑی عمر کی خواتین کو دینی علوم سے روشناس کرانے کے لئے محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ نے افتتاح کیا۔

س۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں لجنات نے دفاعی سرگرمیوں میں کیا حصہ لیا؟

ج۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں لجنات نے جنگ کے نتیجہ میں بے گھر ہونے والوں اور فوج کے سرفروش مجاہدین کی امداد کے لئے دل کھول کر عطیات فراہم کئے۔ جن میں نقدی، کپڑے، برتن جوتے، کوٹ، زنانہ و مردانہ، سویٹر، برقعہ وغیرہ عطیات شامل تھے۔ لجنہ اماء اللہ نے صدر پاکستان کو دس ہزار روپیہ دفاعی فنڈ میں بھجوایا۔ ربوہ کے علاوہ پاکستان بھر کی لجنات نے دفاعی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

س۔ ۱۹۶۵ء کی مشاورت پر اشاعت لٹریچر کے سلسلے میں لجنہ اماء اللہ نے کیا تجویز پیش کی؟

ج۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے شوریٰ ۱۹۶۵ء میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ دعوت الی اللہ لٹریچر کے علاوہ تربیتی مضامین پر بھی لٹریچر شائع ہونا چاہئے۔ نیز اپنے اپنے حلقہ میں بے پردگی کے انسداد کی مساعی تیز کرنی چاہئے۔

س: لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال پورے ہونے کی خوشی میں کس قدر رقم کے لئے تحریک ہوئی۔

ج: جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء پر صدر لجنہ اماء اللہ (مرکزیہ) نے لجنہ کے قیام پر پچاس برس مکمل ہونے کی خوشی میں (جو ۱۹۷۲ء میں ہوئے تھے) اشاعت دین پر خرچ کے لئے پانچ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی۔ ۳,۹۹,۹۵۳ روپیہ کے انفرادی اور اجتماعی وعدہ جات اسی وقت ہو گئے۔ پانچ صد روپیہ سے زیادہ حصہ لینے والی خواتین کے از سر نو تعمیر ہونے والے دفتر میں نام کندہ کرنے کی تجویز تھی۔

س: حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے بچوں کی تربیت کے لئے کیا ارشاد فرمایا

ج: ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء کو خطبہ جمعہ میں حضور نے ماں باپ کو بچوں کی تربیت کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنی ذمہ داریاں تربیت کے سلسلے میں ادا کریں۔ صرف ربوہ کی رہائش یا جماعت احمدیہ کا کارکن ہونا کافی نہیں۔

س: لجنہ اماء اللہ کراچی کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطاب میں حیات طیبہ کے حصول کے لئے کن ذرائع کی طرف توجہ دلائی۔

ج: حضور نے مستورات کو توجہ دلائی کہ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیں اور قول طیب کی کوشش کریں۔ اپنی اپنے بچوں اور رشتہ داروں کی نگرانی کریں۔ تمام بدعتوں کو چھوڑ دیں۔

س: لجنہ اماء اللہ کے گیارہویں سالانہ اجتماع میں کتنی لجنات نے حصہ لیا۔

ج: ۱۹۶۸ء کے سالانہ اجتماع میں ۸۶ لجنات کی ۶۲۴ نمائندگان نے شرکت کی۔

س: ۱۹۶۸ء کے سالانہ اجتماع پر روٹیاں پکانے کا کیا انتظام تھا۔

ج: لجنہ کے ۱۹۶۸ء کے سالانہ اجتماع پر خواتین نے تنوروں پر روٹیاں پکا کر ناشتہ و کھانے کا انتظام کیا۔

س: گیارھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بچیوں کو کیا پانچ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا ہے۔

ج: صداقت، امانت، وقت کی پابندی، صفائی اور محنت پر مشتمل پانچ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا۔

س: جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء پر خواتین نے کس قدر روٹیاں پکائیں۔

ج: جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء پر ایثار پیشہ خواتین نے ۷۵ ہزار سے زیادہ روٹیاں پکائیں۔ یہ تحریک نانبائیوں کی کمی کی وجہ سے حضور نے فرمائی۔

س: سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک کب ہوئی۔

ج: ۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ میں سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تلقین فرمائی

س: ۱۹۶۹ء تک کتنی مستورات نے ابتدائی سترہ آیات حفظ کیں۔

ج: ۶۱۰۶ خواتین نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات مکمل طور پر حفظ کیں۔ اسکے بعد اب تک جنکو نہیں آتیں یاد کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

س: سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے والی ناصرات الاحمدیہ کی تعداد ۱۹۶۹ء میں کیا تھی۔

ج: ۱۹۶۹ء میں سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے والی ناصرات الاحمدیہ کی تعداد ۲۶۴۰ تھی۔

س۔ ناصرات الاحمدیہ کے لئے سترہ آیات کے علاوہ حفظ کرنے کیلئے کونسا کتابچہ مقرر ہوا۔

ج: سترہ آیات کے حفظ کے علاوہ کتابچہ "یاد رکھنے کی باتیں" حفظ کرنا مقرر ہوا۔ ۴۳۵ بچیوں نے یہ کتابچہ حفظ کیا۔

س: ۱۹۶۹ء میں لجنہ کی طرف سے کن مقامات پر تربیتی کلاسز کا انعقاد ہوا۔

ج: ربوہ، لاہور، گوجرانوالہ، اسلام آباد، راولپنڈی، سرگودھا اور مردان میں ۱۹۶۹ء میں لجنات کی تربیتی کلاسیں لگائی گئیں

س: ۱۹۶۹ء میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے کن لجنات نے پوزیشن حاصل کی۔

ج: حسب ذیل لجنات نے پوزیشن حاصل کی۔ لجنہ اماء اللہ ربوہ اول۔ لجنہ لاہور دوئم۔ لجنہ اسلام آباد سوئم۔ لجنہ راولپنڈی چہارم، لجنہ کراچی پنجم لجنہ سرگودھا ششم اور لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ ہفتم

س: حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ مغربی افریقہ کے دورہ پر کب روانہ ہوئے

ج: ۴ اپریل ۱۹۷۰ء کو حضور افریقہ کی مظلوم اقوام تک دین حق کا پیغام پہنچانے اور انہیں روحانی آزادی سے ہمکنار کرنے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے۔

س: دوران سفر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ٹیچی مان افریقہ میں لجنہ اماء اللہ کے ہال کا سنگ بنیاد کب رکھا۔ اور حضور کے علاوہ بنیادی پتھر کس کس نے نصب کئے۔

ج: ٹیچی مان میں لجنہ اماء اللہ کے ہال کا سنگ بنیاد ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء کو رکھا حضور نے پہلا پتھر نصب فرمایا دوسرا پتھر حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اور تیسرا پتھر مسز عبدالوہاب آدم اور مسز شکیل احمد منیر نے نصب کیا۔

س: نصرت جہاں سکیم کا القاء کب اور کہاں ہوا۔

ج: قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث پر اس سکیم کا القاء ۲ سے ۵ مئی ۱۹۷۰ء کو دوران قیام گیمبیا مغربی افریقہ میں ہوا۔

س: نصرت جہاں سکیم کا اعلان سب سے پہلے کب اور کہاں ہوا۔

ج: ۲۴ مئی ۱۹۷۰ء کو لندن میں نصرت جہاں سکیم کا اعلان فرمایا۔ لندن کی مستورات نے تقریر سنتے ہی ۱۶۰۵ پونڈ کا وعدہ اسی وقت پیش کر دیا اور پانچ سو پونڈ نقد ادا کئے۔

س: پاکستان میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا اعلان کب ہوا۔

ج: مغربی افریقہ کے دورہ کی واپسی پر ۱۲ جون ۱۹۷۰ء کو حضور نے نصرت جہاں سکیم کا اعلان ربوہ میں فرمایا۔

س: مغربی افریقہ کے دورہ سے کامیاب مراجعت پر لجنہ کی طرف سے ایک خیر مقدمی نغمہ کس نے نظم کیا۔

ج: چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید نے صدر لجنہ اماء اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں نغمہ خیر مقدمی نظم کیا۔

س: نصرت جہاں گرلز اکیڈیمی کب اور کہاں قائم ہوئی۔

ج: قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نے دورہ مغربی افریقہ کے دوران غانا کے شمالی علاقہ 'وا' میں احمدی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے نصرت جہاں گرلز اکیڈیمی ۱۹۷۰ء میں قائم کی۔

س: ۱۹۷۰ء میں صدر لجنہ اماء اللہ نے بیرون ربوہ کن کن مجالس کا دورہ کیا۔

ج: صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پاکستان نے ۱۹۷۰ء میں لائلپور، لاہور اور شیخوپورہ کی لجنات کا دورہ کیا۔ اور ان کے اجتماعات میں خطاب کیا۔ اس کے علاوہ بیرون پاکستان لجنات کو پیغامات بھجوائے۔

س: سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پاکستان ۱۹۷۰ء میں کتنی لجنات کی نمائندگان نے شرکت کی۔

ج: ۱۹۷۰ء کے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ میں ۱۴۷ لجنات بیرون از ربوہ ۱۰۶۵ مستورات نے شرکت کی۔ نائیجیریا، غانا، ابوظہبی، عدن اور قطر سے بھی احمدی مستورات نے شرکت کی

س: سیدہ ام مظفر سرور سلطان صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا وصال کب ہوا۔

ج: یکم فروری ۱۹۷۰ء بروز اتوار ساڑھے ۶ بجے صبح بعمر تقریباً ۷۷ سال آپ کا وصال ربوہ میں ہوا۔

س: ۱۹۷۰ء۔ ۱۹۷۱ء کی پاک و ہند لڑائی میں احمدی مستورات نے کون کون سے دفاعی اقدامات کئے۔

ج: لجنہ اماء اللہ کے تحت احمدی خواتین نے پاک بھارت جنگ ۱۹۷۱ء میں خدمت مجاہدین میں بھرپور حصہ لیا۔ افواج کے لئے درمے قدمے ہر رنگ میں مددی تحائف کے پارسل بنوا کر بھجوائے۔ ملک کے دفاع کے لئے دس ہزار روپے دئیے گئے ربوہ کی خواتین نے تحائف کے ۲۶۳ بکس ۴۵۵۳ روپے نقد بطور دفاعی فنڈ کے دئیے۔ زیور اور سامان اسکے علاوہ تھا۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کی طرف سے ۵۵۶۵/- روپے کا چیک سٹیٹ بنک آف پاکستان کراچی کو دفاعی فنڈ میں دیا گیا۔ نیز زیور، پارچات اور تحائف کے پارسلوں کی صورت میں بھی مجاہدین کی مدد کی۔ لجنہ اماء اللہ لاہور۔ لجنہ کنری (سندھ) لجنہ حیدرآباد۔ لجنہ راولپنڈی، لجنہ گوجرانوالہ اور لجنہ سرگودھا نے بھی دفاعی فنڈ میں معتدبہ رقوم جمع کروائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم محمد شریف خالد صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے ایک استفسار کے ذریعہ اپنے رواں دواں اور جواں ہونے کی خبر آپ کے ذریعہ (آپ کے اخبار) ہم تک پہنچائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور آپ کو رواں دواں اور فعال رکھے۔

جواباً عرض خدمت ہے کہ عمر کے جس حصہ سے آپ گذر رہے ہیں۔ اسکے طبعی تقاضے یہی ہیں کہ آپ کی وہ یادیں جو ابتدائی دور کی ہیں وہ نسبتاً انمٹ اور اجاگر رہیں۔ اور یہ امر یونہی نہیں بلکہ اس کے اندر ایک نہایت عظیم۔ بلیغ اور دور رس حقیقت پوشیدہ ہے۔ ابتدائی دور IMPRESSION- ABLE YEARS قبولیت اثر کا دور ہوتا ہے۔ ان ایام میں جو بھی نقوش حواس خمسہ کے ذریعہ دماغ کی نوین نکور سکرین (SCREEN) پہ مرتسم ہوتے ہیں۔ وہ نسبتاً دیرپا اور نمایاں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کے نقوش گو اس وقت بہت زوردار اور متاثر کن معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اتنے پختہ اور لازوال نہیں ہوتے جتنا کہ ابتدائی تاثرات ہوتے ہیں۔ اس عمل کی مثال ایک تختی ہے جس پر ابتدائی تحریر تو نمایاں ہوتی ہے۔ لیکن بعد میں اسی تختی پر جب بار بار لکھا جائے تو (دھونے اور گاچنی لگانے کے بغیر) نقوش نمایاں نہیں رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم عمر میں آگے بڑھتے ہیں تو یادداشت کے لحاظ سے پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یعنی ابتدائی زمانہ کی یادیں زیادہ واضح ہوتی جاتی ہیں۔ اور قریب کی یادیں دھندلا جاتی ہیں۔ اور یہ اسلئے بھی ہوتا ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ قائم رہنے والی یادداشت (RETENTIVE MEMORY) کم ہو جاتی ہے۔ اور اسکی جگہ اختراعی یادداشت (CREATIVE MEMORY) لیتی جاتی ہے۔ پڑھتے وقت یا سنتے وقت ہم یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں معلوم ہے۔ اور اگر تنقیدی ذہن ہو تو وہ اس چکر میں رہتا ہے کہ اس سے اچھا یوں لکھا جاسکتا ہے۔ یا کہا جاسکتا ہے۔ تو اس عمل سے گذرتے وقت الفاظ اور ترکیبیں اور واقعاتی تسلسل ذہن میں محفوظ نہیں رہتا البتہ "مفہوم" رہ جاتا ہے جسے آپ کا دماغ مناسب الفاظ میں اور منفرد انداز میں پیش کرسکتا ہے اور یہی ترقی کا گر ہے۔ ذہن کے ارتقائی عمل میں جوانی کے بعد کے واقعات اتنے منقوش نہیں ہوتے یا نہیں رہتے جیسا کہ ابتدائی ایام کے نقوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ ماضی بعید کی یادیں زیادہ دلچسپی اور سرور کیساتھ سامنے آتی ہیں۔ اور ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ

ے میرے بچپن کے دن کتنے اچھے تھے دن

زندگی کے سفر میں رٹا لگانے کا عمل بچپن میں زیادہ ہوتا ہے۔ اور وقت گذرنے کے ساتھ کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اسکی جگہ تخلیقی سوچ لیتی جاتی ہے۔ اور یہی تخلیقی سوچ موجودہ یادداشتوں کو غیر شعوری طور پر پس پردہ کرتی ہے اور بھلا دیتی ہے۔ لیکن بچپن اور ابتدائی جوانی کی یادیں بچپن اور جوانی کی طرح خودسر ہوتی ہیں۔ اور بھلائے سے بھی نہیں بھولتیں۔

اور آخر میں جنابِ من! ہمیں اپنے رب کے اس قول کی طرف دھیان دینا چاہیئے کہ عمر کا ایک حصہ بھی ہوتا ہے جس میں علم کے باوجود انسان کچھ نہیں جانتا اور یہ عمل ایک تدریجی عمل ہے اور اس سے مفر نہیں۔ آپ کی یادداشت کی کیسٹ نیچے سے اوپر بنتی جاتی ہے۔ اور ختم ہوتے وقت اوپر سے نیچے کی طرف زائل ہوتی چلی جاتی ہے۔ یعنی بالفاظِ دیگر قریب کی یادیں پہلے ختم ہوتی ہیں اور دور کی یادیں بعد میں۔ بہرحال میں میاں صاحب اور ان کی وساطت سے ان سب میاں صاحبان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک طبعی عمل ہے اور اس میں فکر کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ آپ ایک تخلیقی دور میں ہیں اور رٹے کے دور سے نکل آئے ہیں۔ اور آپ اپنے مجھ جیسے شاگردوں کو جو ستر سے اُوپر ہیں اپنی یادداشتوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکی توفیق دے۔ (....)

نوٹ:۔ میاں صاحب موصوف نے ایک موضوع پیش کیا ہے۔ اور میں نے اسے ایک سمت دینے کی کوشش کی ہے۔

محترمہ رضیہ درد صاحبہ پرنسپل وقف نو سکول۔ ربوہ لکھتی ہیں۔

گذارش ہے کہ خاکسار کو "وقف نو سکول ربوہ" کی پرنسپل کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ خاص فضلوں سے اس عاجزہ کی تمام ترکمزوریاں خامیاں دُور کرکے انہیں طاقتوں میں بدل دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ اور دین کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے ہماری دعائیں آپ کے ہمراہ ہیں۔

ہوسکے تو اپنی مصروفیات میں سے کچھ لمحے نکال کر ان معصوم ننھے منے واقفین نو کے لئے ایک "ترانہ" تحریر فرمادیں۔ پیشگی شکریہ

بقیہ: صا سے آگے

سے آنے والی خواتین نے چہرہ کا دیدار کیا۔ دس بج کر ۲۰ منٹ پر جنازہ کو میت اٹھانے والی گاڑی (HEARSE) میں دوبارہ رکھ کر سوگوار خدام و لجنہ کے قافلہ کے ساتھ اسلام آباد سرے (SURREY) پہنچایا گیا۔ پولیس کا ہراول دستہ بھی ساتھ تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے لندن سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے قافلہ میں ۹ کاریں تھیں۔ احباب جماعت کی سہولت کے لئے لندن سے اسلام آباد کے لئے کوچز کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ مگر اکثر احباب ملک کے کونے کونے سے اپنی اپنی کاروں میں اسلام آباد سرے (SURREY) پہنچے۔

اسلام آباد میں عید الفطر اور نماز جنازہ کے لئے تین مارکیاں خاص طور پر نصب کی گئی تھیں۔ ایک مردوں کے لئے دوسری عورتوں کے لئے۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی مارکی تھی جہاں حضرت بیگم صاحبہ کا جسد اطہر رکھا گیا۔ جنازہ میں شرکت کے لئے حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنیں محترمہ فوزیہ انیسہ صاحبہ اہلیہ مکرم میجر شیر احمد صاحب آف لاہور اور محترمہ صبیحہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا انور احمد صاحب آف ربوہ اور آپ کے دونوں بھائی مکرم مرزا نسیم احمد صاحب اور مکرم مرزا اسلیم احمد صاحب بھی پہنچ چکے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈیڑھ بجے نماز ظہر و عصر پڑھائی اور اس کے بعد جنازہ کو خدام نے کندھا دے کر مردانہ مارکی میں لے جاکر رکھا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت تک دنیا بھر سے تقریباً پانچ ہزار احمدی احباب مرد و زن جنازہ کے لئے پہنچ چکے تھے۔ بعض غیر احمدی شرفاء جن میں مسٹر ٹام کاکس (ممبر برٹش پارلیمنٹ) مسٹر پیٹرک لائڈ فارنہم کے لائیژان آفیسر (LAISON OFFICER) اور حضور کے دوست سردار ہمت سنگھ صاحب آف جرنی کے بھائی کھرایندا صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔

یورپ کے مختلف ممالک کے علاوہ پاکستان، امریکہ، کینیڈا اور انڈیا سے بھی بعض افراد نماز جنازہ کے لئے پہنچے اسی طرح ماریشس، گھانا کے نمائندگان نے بھی جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ یورپ کے بیشتر ممالک میں ٹیلی کاسٹ کی گئی اور ان ممالک کے احمدیوں نیز انگلستان کی ان جماعتوں نے جو جنازہ میں اسلام آباد شرکت نہیں کرسکی تھیں اپنی اپنی جگہوں پر اپنے مقامی امام کی اقتداء میں بیک وقت نماز جنازہ اس طرح ادا کی کہ ہر مقامی امام حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز پر تکبیر بلند کرتا رہا۔ یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلا جنازہ ہے جو ٹیلی کاسٹ ہوا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے نہ صرف ان کی زندگی کو خدمت دین کا نمونہ بنایا بلکہ ان کی وفات کو بھی جماعتی محبت یکجہتی، باہمی یگانگت اور امام وقت کی اطاعت کا بے نظیر نمونہ بنادیا۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے یہ عظیم سعادت ان سے خوشنودگی کا بہت ہی پیارا اظہار ہے۔

دو بج کر ۳۵ منٹ پر جنازہ کا قافلہ اسلام آباد سے تدفین کے لئے بروک وُڈ (BROOKWOOD) کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ جسے مقامی پولیس کے دو موٹر سائیکل سواروں نے ESCORT کیا۔ جنازہ کی گاڑی تین بج کر ۱۲ منٹ پر بروک وُڈ قبرستان میں واقع "احمدیہ قبرستان" میں پہنچی جہاں پہلے ہی ہزاروں سوگوار احمدی غمگین دلوں سے انتظار میں کھڑے تھے۔

یہ حصہ قبرستان ۱۹۷۸ء میں جماعت نے حاصل کیا تھا۔ تین بج کر ۲۷ منٹ پر میت لحد میں اتاری گئی۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مغموم دل، غمزدہ آنکھوں اور پُرسوز دعاؤں کے ساتھ اپنے دست مبارک سے اپنی محبوب رفیقہ حیات کو سپرد خاک کیا۔ تدفین کے بعد ۳ بج کر ۴۰ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی۔ جو ۳ بج کر ۵۰ منٹ پر ختم ہوئی۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیگر ممالک سے آنے والے امراء جماعت احمدیہ اور دیگر نمائندگان نیز جماعت احمدیہ انگلستان کے سرکردہ احباب، معزز مہمانان، کارکنان مرکزی دفاتر اور خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد جو اظہار تعزیت کے لئے آئے ہوئے تھے سے معانقہ فرمایا اور ان سب کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا کو جنت میں مقام خاص عطا فرمائے۔ ہر لحظہ درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ ان کی تربت پر ہمیشہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برستی رہے اور ہمارے پیارے آقا اور ان کے تمام بچوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں نیز دیگر خاندان حضرت بانی سلسلہ کے تمام افراد کو اس صدمہ عظیم کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ——— نون۔ سین

اردو ——— رابطہ کی زبان

گوپی چند نارنگ جو ہندوستان کے ایک خاصے معروف دانشور ہیں، نے کہا ہے کہ اردو مختلف علاقائی لوگوں کو آپس میں متحد کر سکتی ہے ۔ یہ پاکستان کے کونے کونے میں بولی جاتی ہے ۔ بلکہ برصغیر کے تمام حصوں میں بولی جاتی ہے ۔ آپ عالمی اردو کانفرنس کے موقعہ پر اپنا مقالہ پیش کر رہے تھے ۔ آپ نے کہا کہ یہ صرف ایک زبان نہیں ہے بلکہ ایک ثقافت بھی ہے یہ اگر صرف ایک زبان ہوتی تو کسی خاص علاقے کے ساتھ تعلق رکھتی جیسے پنجابی کا تعلق پنجاب سے ہے اور سندھی کا تعلق سندھ سے ۔ یا دیگر علاقائی زبانوں کا اپنے اپنے علاقے سے تعلق ہے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوتی رہی ہیں ۔ مسلمان صوفیاء اور ہندو سادھوؤں نے بھی اس کی طرف خاص توجہ کی ہے اور ان کا کلام اس زبان میں ملتا ہے ۔

ازمنہ گذشتہ کا حوالہ دیتے ہوئے نارنگ صاحب نے کہا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کو ایک دفعہ ایک قینچی دی گئی جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک سوئی درکار ہے اور کچھ دھاگا ۔ کیونکہ میں اس بات پر اعتقاد رکھتا ہوں کہ لوگوں کو آپس میں ملایا جائے نہ کہ لوگوں کو کاٹ کر الگ الگ کر دیا جائے ۔ نارنگ نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اردو زبان ایک سوئی اور دھاگے کی طرح ہے جو مختلف لوگوں کو الگ الگ کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے ملاتی ہے اور ان کے رشتے کو مضبوط بناتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اردو کے بغیر ملک اتنی ترقی نہ کر سکتا جتنی کہ اس نے واقعی کی ہے

یوم ارض

۲۲ اپریل کو یوم ارض منایا گیا اور یوم ارض منانے کا مقصد یہ تھا کہ عوام الناس کو ماحولیات کے صاف رکھنے کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے ۔ اس سلسلے میں لاہور میں سوسائٹی کے مختلف طبقوں کے افراد نے ایک سیر میں حصہ لیا جس میں بچے، عورتیں اور مرد سبھی شامل تھے ۔ اس سیر کی رہنمائی پنجاب کے وزیر ہاؤسنگ اور ماحولیات کی پلاننگ چوہدری نذیر احمد نے کی ۔ جناح ہال سے اس کا آغاز کیا گیا اور مال روڈ سے ہوتے ہوئے باغ جناح تک سیر کی گئی ۔

پنجاب کے وزیر چوہدری نذیر احمد نے شرکاء سے بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے قوانین وضع کر لئے ہیں جن کے ذریعے ماحول کو صاف رکھا جا سکے گا ۔ لیکن ان کو لاگو کرنے کے لئے پنجاب اسمبلی کی منظوری کی ضرورت ہے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو لوگ ماحول کی آلودگی کا باعث بنتے ہیں انہیں سزا دی جانی چاہیئے اور نئے قوانین میں ان کے لئے سزائیں مقرر کی گئی ہیں ۔ انہوں نے مزید کہا کہ بغیر ضروری اقدام کئے اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ ماحول کو صاف رکھا جا سکے ۔ وزیر موصوف نے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ مل جل کر اس کام کی انجام دہی کریں ۔

شام کا لیبیا سے تعاون

گذشتہ روز شام کی سرکاری نیوز ایجنسی شنا نے بتایا کہ شام نے لیبیا کو یقین دلایا ہے کہ وہ اس کی موجودہ مشکل میں اس کا ساتھ دے گا ۔ اور کسی طرح بھی اسے اکیلا چھوڑنے پر راضی نہیں ہو گا ۔ توفیق صلی جو علاقائی کمانڈ کے ممبر ہیں نے یہ پیغام لیبیا کے لیڈر معمر قذافی کو پہنچایا ہے ۔ کہا گیا ہے کہ کامریڈ صلی نے اپنے بھائی کرنل قذافی کو بتایا ہے کہ شام عرب لیبیا کی حمایت جاری رکھے گا ۔ موجودہ خطرناک حالات میں کسی صورت میں اکیلا نہیں چھوڑے گا ۔ انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ لیبیا موجودہ بحران میں سے کامیابی کے ساتھ نکل آئے گا ۔

اس کے جواب میں معمر قذافی نے کہا ہے کہ شام کے اس اظہار ہمدردی اور اخوت پر لیبیا کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں ۔

متحدہ عرب امارات کے ایک اخبار نے گذشتہ روز یورپی ممالک کو متنبہ کیا کہ اگر لیبیا کے خلاف فوجی حملہ کیا گیا تو سارے عرب اور مسلمان ناراض ہو جائیں گے ۔ اگر سزا کے طور پر کوئی فوجی آپریشن کیا گیا تو عرب اور مسلمان جو اس وقت ایک ارب کے قریب ہیں وہ اس کی مذمت کریں گے ۔ اور مزاحمت پر مجبور ہو جائیں گے ۔ عرب اور مسلمان اگر دونوں امریکہ اور اس کے اتحادیوں

باقی صـ۸ پر

یادرفتگان ——— عبدالحمید اعوان

محترم چوہدری ظفر اللہ خان
سابق امیر ضلع گوجرانوالہ
کی وفات

سابق امیر ضلع گوجرانوالہ محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء کو صبح تین بجے اتفاق ہسپتال لاہور میں انتقال فرما گئے ۔ آپ کی عمر ۶۸ برس تھی ۔ آپ کا جنازہ لاہور سے گوجرانوالہ لایا گیا ۔ بعد از نماز جمعہ سوا تین بجے آپکی نماز جنازہ مکرم مرزا ناصر محمود مربی سلسلہ نے پڑھائی اور آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان گوجرانوالہ میں عمل میں آئی ۔

آپ کو جماعت مقامی اور ضلع کی بطور امیر خدمت کرنے کی ایک عرصہ تک توفیق ملی ۔ ۱۹۸۲ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے کافی حد تک صحت بخشی اور آپ اس فالج زدگی کے باوجود دس برس تک باقاعدہ اپنے چیمبر میں تشریف لاتے اور اپنے ایڈووکیٹ بیٹے چوہدری ظفر احمد صاحب اور دیگر زیر تربیت وکلاء کی رہنمائی فرماتے رہے ۔ یہیں پر ضلع بھر کی جماعتوں کے احمدی حضرات مشوروں کے لئے بھی حاضر ہوتے ۔ ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء کو آپ پر بیماری کا دوسرا حملہ ہوا اور آپ صاحب فراش ہو گئے

وفات سے تین روز قبل آپ کو مسلسل بخار ۱۰۹ درجہ رہنے لگا ۔ ایک روز قبل آپ پر بے ہوشی وارد ہوئی اور سانس اکھڑنے لگی تو بذریعہ ایمبولینس لاہور لے جایا گیا جہاں صبح تین بجے ۲۴ اپریل بروز جمعہ آپ کو مالک حقیقی کا بلاوا آ گیا اور آپ اس کے حضور حاضر ہو گئے ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

۱۹۷۴ء کے پُرآشوب دور میں آپ کی کوٹھی ستم رسیدہ احمدیوں کا اپنا گھر بنی رہی ۔ آپ نے پوری عمارت احمدیوں کے لئے کھول دی تھی اور خود اہل خانہ ایک چھوٹے سے حصہ میں سمٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ قربانی اتنی بھائی کہ پہلے آپ امیر شہر اور بعد میں امیر ضلع بنے اور اپنی بیماری کے ابتدائی عرصہ میں بھی اس فرض کو بہ احسن نبھاتے چلے گئے ۔

آپ کی بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے صدر لجنہ کے طور پر خدمات بجالانے کی سعادت بھی بخشی ۔

۱۹۷۴ء کے بعد احمدی وفات یافتگان کی تدفین میں بڑی مشکلات کا سامنا رہتا اور میتوں کو ربوہ پہنچانا پڑتا ۔ آپ کی کوششوں سے گوجرانوالہ میں احمدیہ قبرستان کے لئے جگہ مہیا ہوئی نیز نئی بیوت بنوائیں ۔ آپ ہمہ جہتی انداز میں مسلسل متحرک رہنے والے وجود تھے ۔ مولا کریم سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ۔ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جماعت کو اچھے سے اچھے کارکن ہمیشہ نصیب ہوتے رہیں ۔

محمد سمیع طاہر

مکرم شیخ محمد اسلم صاحب

میں ہر مہینے کا ایک جمعہ کھاریاں میں پڑھتا ہوں صبح لاہور سے روانہ ہو کر رات گئے واپس لوٹ آتا ہوں ۔ کھاریاں میں دیگر مصروفیات کے علاوہ احمدیہ قبرستان (جو اب چھاؤنی کی ملکیت قرار پایا ہے) میں حاضری اور وفات یافتگان کے لئے دعا کرنا ہوتا ہے ۔

اس قبرستان میں میرے نانا جان (حضرت خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل) بھی آسودہ خاک ہیں ۔ ان کے قریب ایک تازہ قبر ہے ۔ لیکن اب تو اسے بنے دو سال گزر چکے ہیں ۔ یہ قبر شیخ محمد اسلم کی ہے ۔ دو سال پہلے کھاریاں آتے ہوئے اخبار میں ایک حادثے کی خبر پڑھی ۔ کھاریاں سے لاہور جاتے ہوئے کار کے حادثے میں شیخ اسلم کا انتقال ہو گیا ۔

آج بھی جب میں کھاریاں جاتا ہوں تو مجھے گمان ہوتا ہے کسی نماز پر ۔ یا کسی گلی کے موڑ پر شیخ اسلم سے ملاقات ہو جائے گی ۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا ۔

شیخ اسلم نے برادرم میاں منظور کھوکھر کی رفاقت میں احمدیت کے نور کو تلاش کیا اور پھر بہت جلد وہ پیدائشی احمدیوں سے بھی اخلاص و قربانی میں بہت آگے بڑھ گیا ۔

شیخ اسلم خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سرگرم رکن رہے ۔ خدام الاحمدیہ کھاریاں میں میری مجلس عاملہ کے بلاشبہ سب سے سرگرم رکن تھے ۔ کھاریاں میں نئے بیت الحمد کی تعمیر کے بعد سب سے پہلی تقریب راولپنڈی ڈویژن کا سالانہ اجتماع تھا اس موقع پر اسلم شیخ کو ناظم خوراک مقرر کیا گیا ۔ حاضرین کی تعداد ہزاروں سے اوپر تھی جو توقع سے بھی بڑھ کر تھی ۔ لیکن شیخ صاحب موصوف نے نہایت احسن انتظام کیا کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی ۔ اس کے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا: مکرم مختار احمد صاحب مربی سلسلہ کے بڑے بھائی مشتاق احمد صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ جس سے سر کے حصہ کو بہت زیادہ چوٹیں آئیں ایک ماہ تک مکمل بے ہوش رہے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوش میں تو ہیں مگر ابھی گفتگو نہیں کر سکتے۔

○ مکرم محمد نواز صاحب گورایہ کے دائیں کندھے اور بازو پر چوٹ آئی ہے۔

○ مکرم مرزا شرف الدین صاحب اشرف نگران حلقہ فیکٹری ایریا فیصل آباد عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ پہلے دل کا دورہ بھی پڑ چکا ہے۔ آج کل بیماری پھر زوروں پر ہے۔

○ مکرم الٰہی بخش صاحب محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر فاضل چند دنوں سے شدید بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں

○ مکرم سید شاہ میر احمد صاحب اشرف ابن مکرم سید علی احمد صاحب انبالوی محلہ دارالیمن کوارٹر درویشاں کو دیوار گرنے سے بہت چوٹیں آئی ہیں۔ موصوف پہلے ہی انتڑیوں اور دیگر عوارض کی وجہ سے شدید بیمار ہیں کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم منیر احمد صاحب منور مربی سلسلہ کی اہلیہ صاحبہ کے گلے کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مختلف کلاسوں کے سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں۔ احباب سب احمدی طلباء و طالبات کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

○ مکرم عبدالستار علیم صاحب صدر حلقہ جی۔۷ اسلام آباد اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بیٹے عزیز سلیم احمد نے امسال انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے سال دوئم کا امتحان دیا تھا۔ جس میں اس نے اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیز نے پہلے سال کے امتحان میں دوسری پوزیشن لی تھی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابیاں عزیز کے لئے مزید اعلیٰ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

ضرورت خادم بیت الذکر

○ جماعت احمدیہ گوجرہ شہر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بیت الذکر کی نگرانی کیلئے ایک محنتی اور دیانتدار خادم کی ضرورت ہے تنخواہ کم از کم آٹھ صد روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ نیز رہائش کے لئے فیملی کوارٹر۔ سوئی گیس بجلی۔ پانی کی سہولیات مفت حاصل ہوں گی۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں صدر صاحب جماعت یا امیر صاحب ضلع کی تصدیق کے ساتھ اس پتہ پر بھجوائیں (حکیم مقبول احمد صدر جماعت احمدیہ۔ مقبول دواخانہ بازار ملکاں۔ ڈاکخانہ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

گے۔ ایسے لوگوں کی جو بلا معرفت اور عرفانِ الٰہی کی حقیقت کو سمجھے بغیر اس کی جستجو میں لگ جاتے ہیں۔ بعینہٖ اس شخص کی مثال ہے جس کی نسبت کہتے ہیں کہ اس نے کسی راستہ پر گذرنے والے سے کچھ شعر سنے۔ جن میں کسی معشوق کی بہت تعریف کی گئی تھی۔ اور اس کی نسبت بتایا گیا تھا۔ کہ وہ اس قدر خوبصورت ہے کہ ساری دنیا اس پر عاشق ہو گئی ہے۔ اس نے خیال کیا جب ساری دنیا اس پر عاشق ہو رہی ہے تو پھر میں بھی کیوں اس کا عاشق نہ بنوں۔ وہ بھی عاشق کہلانے اور اس کی تعریف اور فرقت میں شعر پڑھنے لگ گیا۔ وہ ایک مدرسہ میں مدرّس تھا۔ ایک دن اس کا کوئی دوست مدرسہ میں اسے ملنے کے لئے گیا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ تو کچھ عرصہ سے یہاں آتا ہی نہیں۔ پھر وہ اس کے گھر گیا۔ اور جا کر لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کو کہو۔ ایک آدمی تم سے ملنا چاہتا ہے۔ لونڈی نے کہا۔ کہ آج کل تو وہ کسی سے ملتا نہیں۔ کیونکہ اسے سخت صدمہ پہنچا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ تو جا کر میرا ذکر اس سے کر دے۔ اگر اس نے پھر بھی ملنے سے انکار کر دیا تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ اس نے جا کر پیغام سنا دیا۔ جس پر اس شخص نے اس شخص کو اندر بلا لیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا۔ کہ وہ بہت دُبلا پتلا اور کمزور ہو گیا ہے۔ پوچھا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا مجھ پر بڑا صدمہ پڑا ہے۔ دوست نے کہا۔ کیا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا۔ رشتہ دار دنیا میں فوت ہوا ہی کرتے ہیں۔ دوست نے کہا۔ پھر کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میری معشوقہ مر گئی ہے۔ دوست نے پوچھا وہ کون تھی اور کہاں رہتی تھی۔ اس کا کیا نام تھا۔ اس نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ کہاں رہتی تھی۔ اور نہ ہی یہ پتہ ہے کہ اس کا حلیہ کیا تھا۔ دوست نے کہا۔ جب آپ اس کی شکل تک کے واقف نہیں ہیں تو پھر اس پر عاشق کیونکر ہو گئے۔ اس نے کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا۔ کہ فلاں عورت پر ساری دنیا عاشق ہو گئی ہے۔ یہ سُن کر میں بھی اس پر عاشق ہو گیا۔ اس کے بعد ایک دن میں نے کسی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سُنا کہ اُمّ ِعمرو گدھے پر سوار ہو کر کسی جگہ گئی تھی۔ مگر نہ وہ لوٹی اور نہ اس کا گدھا لوٹا۔ اس پر میں نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ میری معشوقہ ہے۔ اور وہ لوٹی جو نہیں تو ضرور مر ہی گئی ہوگی۔ ورنہ اس قدر دیر وہاں ٹھہرنے کی کیا وجہ تھی۔ اب تم خود ہی سمجھ سکتے ہو کہ اس صدمۂ جانکاہ کے بعد میں جس قدر بھی رنج و غم کا اظہار کروں۔ تھوڑا ہے۔ اس پر وہ دوست ظاہر میں اس کے صدمہ پر اور دل میں اس کی عقل پر اظہار افسوس کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تو ایسے لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ ہائے ہمیں خدا نہیں ملتا۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا ہے کیا؟ عرفانِ الٰہی کے معنے ہیں "خدا کی پہچان"۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا کی صفات کا علم ہو جائے۔ کیونکہ یہ تو قرآن اور حدیث میں بیان ہو چکی ہیں۔ اگر عرفانِ الٰہی کے معنے خدا کی صفات کا پتہ لگانا ہو تو یہ تو پہلے سے ہی معلوم ہوتی ہیں۔ باقی رہی خدا تعالیٰ کی ذات۔ اس کی کنہ نہ آج تک کوئی پا سکا ہے۔ اور نہ پا سکتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ عرفان کے کچھ اور معنی ہیں۔ اور وہ یہی کہ انسان نے خدا کی جو صفات سُنی اور معلوم کی ہوں۔ وہ جس ہستی میں پائی جاتی ہیں۔ وہ اسے معلوم ہو جائے۔ یہ ہے عرفانِ الٰہی۔ اور اُسی کے آگے مختلف نام ہیں۔

بقیہ: صـ۶ سے آگے

بعد ہر جماعتی اور ذیلی تنظیموں کی ضلعی و مقامی تقاریب میں یہ ذمہ داری شیخ صاحب کو دی جانے لگی۔

شیخ صاحب بیت الحمد میں باقاعدگی سے آتے تھے۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہر اجلاس میں شریک ہوتے اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ ان کے بچوں نے بھی جماعت سے خوب وابستگی قائم کی ہوئی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شیخ اسلم صاحب کے درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو نیک اور صالح بنائے۔

بقیہ: صـ۱ سے آگے

۸۰/۱۳۰ اور STEADY ہے۔ کبھی کبھی PREMATURE VENTRI CULAR CONTRA (PVC) آ جاتے ہیں۔ جن کے لئے دوائیں دی جا رہی ہیں شدید بیماری کی وجہ سے نقاہت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ نقاہت کے دُور ہونے مکمل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

پتہ درکار ہے: مکرمہ منصورہ ضیاء صاحبہ زوجہ ڈاکٹر میجر ملک ضیاء الدین صاحب وصیت نمبر ۲۱۳۶۲ء جو کہ جہلم میں رہائش پذیر تھیں اب جہلم سے کسی اور جگہ چلی گئی ہیں۔ ان کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو اُن کے ایڈریس کا علم ہو یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے موجودہ ایڈریس سے دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو مطلع فرمائیں۔

یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ اپنے نفس پر کبھی بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ دوسرے پر بدگمانی کرنا بُرا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے متعلق بدگمانی کرنا بھی اچھا نہیں۔ بلکہ گناہ ہے۔ تو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے دل میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم شیطان کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیں گے۔ ناامید نہ ہونے اور اپنے نفس پر بدگمانی نہ کرنے اور عُجب اور تکبر میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر ہمیشہ آئندہ واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔ اور آخر الذکر عموماً پہلے کاموں پر ہوتا ہے۔ خود پسند اور متکبر انسان بہت جلد کام کے وقت گھبرا جاتا ہے۔ لیکن جب کام ہو جاوے تو فخر کرتا ہے۔ خدا پر توکل کرنے والا اور اپنے نفس پر بدظنی نہ کرنے والا انسان جب تک کوئی کام نہیں ہوتا اپنی امید کو باندھے رکھتا ہے اور جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرتا۔

(حضرت فضل عمر)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ پاکستان نے ریڈ کراس اور دیگر بین الاقوامی اداروں سے مل کر افغان پناہ گزینوں کی وطن واپسی کے لئے ایک جامع پروگرام طے کرلیا ہے جس کے تحت ایک سے ڈیڑھ سال کے عرصے میں تمام پناہ گزین کی واپسی مکمل ہو جائے گی۔ امور خارجہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اکرم ذکی نے وائس آف امریکہ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ افغان مہاجرین کی واپسی سے علاقے میں تجارتی اور اقتصادی تعلقات بڑھانے میں مدد ملے گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے افغان عبوری کونسل کے اقتدار سنبھالنے کا خیر مقدم کیا ہے۔ سری نگر میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے میر واعظ نے کہا کہ افغان مسئلے کے حل سے کشمیری حریت پسندوں کو تقویت حاصل ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ بھارت کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

○ سینٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد نے کہا ہے کہ امریکی کانگریس کے اراکین اور انتظامیہ نے مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ امریکی لیڈروں سے اپنی بات چیت پر مطمئن ہیں۔ مسٹر سجاد واشنگٹن کے دورے کے بعد اب نیو یارک روانہ ہو گئے ہیں۔

○ اسرائیلی پولیس نے مقبوضہ غزہ کے علاقے میں فلسطینیوں پر فائرنگ کر کے ۱۱ افراد کو زخمی کر دیا۔ ایک سترہ سالہ لڑکا جس کے سر میں گولی لگی ہے شدید زخمی ہے اور اس کی حالت نازک ہے۔ فلسطینیوں نے مقبوضہ علاقے میں رات کے کرفیو کے نفاذ پر احتجاج کیا ہے۔

○ امریکی ریاست کیلی فورنیا کے شہر لاس اینجلز میں فسادات کے دوران مرنے والوں کی تعداد ۳۶ تک جا پہنچی ہے۔ سینکڑوں افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے صدر بش نے سیاہ فام افراد کے رہنماؤں سے بات چیت کی ہے اور جس متنازعہ مقدمے کے فیصلے کے بعد فسادات پھوٹ پڑے تھے اس کی دوبارہ سماعت کے لئے وفاقی گرینڈ جیوری کی تشکیل دے دی ہے۔ اس فیصلے کے تحت ایک سیاہ فام کو شدید زدوکوب اور زخمی کرنے کے الزام سے چار گورے امریکی پولیس افسروں کو بری کر دیا گیا تھا۔

○ جرمنی کے شہر برلن میں یوم مئی پر نکالے جانے والے جلوس میں دائیں اور بائیں بازو کے مظاہرین میں جھڑپ ہو گئی۔ مظاہرین پولیس سے بھی الجھ پڑے۔ اور دکانوں کی لوٹ مار شروع کر دی۔

○ یوگوسلاویہ کی ریاست بوسینا میں عارضی جنگ بندی کامیاب نہیں ہو سکی۔

○ سیرالیون میں فوجی انقلاب کے بعد صدر جوزف مومو ہیلی کاپٹر کے ذریعے ملک سے فرار ہو کر گنی کے دارالحکومت کوناکری پہنچ گئے ہیں۔ ملک کا اقتدار ایک عبوری کونسل نے سنبھال لیا ہے اور ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ملک میں رات کا کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ نئی حکومت نے کہا ہے کہ اب ملک میں کثیر الجماعتی جمہوریت قائم کی جائے گی۔ حکومت کے قیام کا مقصد بدعنوانی کو ختم کرنا بتایا گیا ہے۔

○ صومالیہ کے دارالحکومت میں خوراک کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ گذشتہ ۵ ماہ کے دوران دارالحکومت موگادیشو میں پہلی بار خوراک تقسیم کی گئی ہے۔ موگادیشو کی بندرگاہ پچھلے نومبر سے بند ہے۔

○ لیاقت پور کے قریب ڈاکوؤں نے دن دہاڑے دو تاجروں سے ساڑھے دس لاکھ روپے لوٹ لئے۔

○ افغان فضائیہ نے افغانستان کے جنوب میں گلبدین حکمت یار کے ٹھکانوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ کابل شہر میں لڑائی میں کمی آچکی ہے۔ تاہم لوٹ مار شروع ہو چکی ہے۔

○ افغان مشیر خارجہ نے کہا ہے کہ گلبدین حکمت یار نے جنگ کا راستہ اختیار کیا ہے۔ لہٰذا اب انہیں عبوری کونسل میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

○ سعودی عرب نے بھی افغانستان کی عبوری کونسل کو تسلیم کر لیا ہے۔

○ پیر پگاڑا نے متنبہ کیا ہے کہ اگر افغانستان تقسیم ہو گیا تو ہم بھی نہیں بچیں گے۔

ربوہ میں پہلی مرتبہ
سیل
شہزاد سیلنگ فین
سائز ۵۶" ——— ۴۸"
قیمت: -/۷۵۰ روپے، -/۴۵۰ روپے
ڈیلر: خان سینٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ فون ۸۳۱

○ سینیٹر غلام فاروق انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ میں صدر مملکت اور گورنر سرحد سمیت اہم لوگوں نے شرکت کی۔

○ معروف مذہبی سکالر ڈاکٹر حمید اللہ نے کہا ہے کہ اسلام میں عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یمن میں ایک عورت حکمران تھی۔

○ لیبیا پر عائد پابندیوں کے بارے میں عرب لیگ نے اقوام متحدہ کا فیصلہ بادل نخواستہ قبول کر لیا ہے۔

○ احمد شاہ مسعود نے افغانستان کے وزیر دفاع کا عہدہ سنبھال لیا ہے افغان فوجیں ان کی زیر کمان ہوں گی۔

○ امریکہ میں کھیلا جانے والا اسکواش کا بین الاقوامی ٹورنامنٹ جان شیر خان نے جیت لیا۔

بقیہ: صـ۶ سے آگے

سے ناراض ہو جائیں تو یقیناً امریکہ کو خاصا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جس کا وہ آسانی سے متحمل نہیں ہو سکتا۔

اہل ربوہ کی سہولت کیلئے —
بھٹی ٹریڈنگ
رحمت بازار ۔ ربوہ
ہمارے ہاں ہر قسم کے پنکھے، واٹر پروف سیلنگ فین، واشنگ مشین، ایگزاسٹ فین، روم کولر، استری وغیرہ بازار سے بارعایت خریدیں۔
نیز ہر قسم کی مرمت کا مرکز
گرائنڈنگ مشین، جوسر مشین، موٹر وائنڈنگ، بریکٹ فین وغیرہ کی مرمت تسلی بخش کی جاتی ہے
پروپرائیٹر ——— اقبال احمد بھٹی اینڈ سنز

پتہ

ملکی و غیر ملکی ٹیلیفون کالز اور فیکس کا انتہائی مؤثر انتظام
پبلک ٹیلیفون کال آفس اور ٹیلی فیکس
○ فیکس کی ہوم ڈلیوری کا بھی انتظام ہے۔ ○ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام ہے
○ جو دوست باہر سے فیکس دیتے ہیں وہ جس کو فیکس پہنچانی مقصود ہو اس کا مکمل پتہ تحریر فرمائیں تاکہ فیکس کی ڈلیوری آسانی سے بروقت ہو سکے
ٹریول سروسز ریلوے روڈ ربوہ { فیکس: ۶۹۶ فون: ۸۲۵
منجانب: المصوّر ریلوے روڈ ربوہ